بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم حضرات مفتیان کرام دار الافتاء مرکز الدعوۃ الاسلامیہ، ڈھاکہ بنگلہ دیش

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض این کہ تبلیغی جماعت کے ایک معروف ذمہ دار جناب مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی کے افکار و نظریات کے بارے میں منسلکہ استفتاء اور دار الافتاء دار العلوم دیوبند کا مفصل فتوی آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے، مقصد یہ جاننا ہے کہ کیا مرکز الدعوۃ الاسلامیہ ڈھاکہ کا دار الافتاء اس فتوی اور فیصلے سے متفق ہے؟ صرف تائید و تصدیق مطلوب نہیں ہے بلکہ امید ہے کہ واضح انداز میں اپنا موقف بھی بیان فرماکر ثواب دارین حاصل کریں گے اور مولوی سعد صاحب کے متبعین جو ان کے غلط افکار کو صحیح مانتے ہیں اور ان کی باتوں کو آگے پھیلارہے ہیں، ان کا حکم بھی بیان کریں گے۔ فقط والسلام

محمد جنید احمد قاسمی

استاذ مدرسہ دار العلوم بینا، ضلع ساگر، ایم پی

DARUL IFTA
MARKAZUDDAWAH ALISLAMIA DHAKA
(An Institute for higher Research, Islamic Education And Dawah)

دار الإفتاء
مركز الدعوة الإسلامية داكا
(للبحوث والدراسات العليا وشؤون الدعوة)

Ref : ....   Date : ....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم المقام جناب مولانا محمد جنید احمد قاسمی زید مجدہم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب والا نے دار العلوم دیوبند سے تازہ شائع شدہ فتوی (رقم ۸۰۵/ب/۴/۱۴۴۴ھ، استفتاء نمبر ۱۱۳۶۰/ب) جو تبلیغ کے ایک معروف ذمہ دار کے بیانات کے جائزہ پر مشتمل ہے، کے بارے میں یہ معلوم کرنا چاہا کہ مرکز الدعوۃ الاسلامیہ ڈھاکہ کا دار الافتاء اس سے متفق ہے یا نہیں، ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اس سلسلے میں مرکز اپنا موقف واضح طور پر بیان کرے۔

اس بارے میں عرض یہ ہے کہ دار الافتاء مرکز الدعوۃ الاسلامیہ ڈھاکہ مذکورہ فتوی سے مکمل طور پر متفق ہے، اور اس کی بھر پور تائید وتصدیق کرتا ہے اور وقت کے اس دینی تقاضے کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے اس مدلل ومحقق فتوی کے شائع کرنے پر مرکز اور اس کا دار الافتاء، دار العلوم دیوبند اور اس کے دار الافتاء کا تہہ دل سے شکر گزار ہے، یہ فتوی ہماری نظر میں تبلیغی جماعت کے اُس معروف ذمہ دار کے باطل افکار ونظریات کی تردید میں ان شاء اللہ تعالی ایک سنگ میل ثابت ہوگا۔

اللہ تعالی دار العلوم کو تا قیامت اپنے اسلاف کے طرز پر مسلک اہل السنۃ والجماعت پر ثابت قدم رکھے اور اسے احقاق حق اور ابطال باطل کی ذمہ داری ہمیشہ ادا کرتے رہنے کی بھر پور توفیق عطا فرمائے اور اس کے ذمہ داران کو شرور وفتن سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

مرکز الدعوۃ اس بارے میں علمائے بنگلہ دیش کی معیت میں بہت پہلے ہی اپنا موقف واضح کر چکا ہے، مرکز الدعوۃ کی طرف سے اس سلسلے میں چند رسائل بھی متعدد زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں، مثلا:

۱۔ مولانا محمد سعد کاندھلوی کے بعض اغلاط اور ان کے فکری شذوذ

۲۔ مجلس مذاکرہ حصہ اول ودوم (مولانا سعد صاحب کے افکار اور تبلیغی شوری وامارت سے متعلق)

۳۔ کام کو سیرت پر لانے کا دعوی اور اس کی حقیقت

۴۔ التذکیر (تبلیغی جماعت کے ساتھیوں کی خدمت میں چند خیر خواہانہ گذارشات)

۵۔ حق وباطل کی پہچان کیسے کریں (ہر متلاشی حق کے لیے، خاص طور پر شخصی نظام والے تبلیغی احباب کے لیے)

ان میں سے بعض رسائل میں دار العلوم دیوبند کی سابقہ تحریرات اور ان کے مندرجات کو بہت تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

مرکز الدعوۃ الاسلامیہ دار الافتاء ڈھاکہ بنگلہ دیش

مجلة الكوثر الشهرية
تصدر عن مركز الدعوة الإسلامية داكا [للبحوث والدراسات العليا وشؤون الدعوة]

Head Office
30/12 Pallabi
Dhaka-1216, Bangladesh
Phone : 01948-228866

Main Campus
P/O : Etavara, Hazratpur
Keraniganj, Dhaka-1313
Phone : 01948-228877

darulifta.markaz@gmail.com
markazuddawah.com, alkawsar.com

یہ بات کالشمس واضح ہے کہ دار العلوم دیوبند کا تازہ فتوی سابقہ تحریرات کی طرح مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی اور ان کے منحرف افکار و نظریات سے متعلق ہے، اگرچہ یہاں استفتاء میں ان کا نام ذکر نہیں کیا گیا، شاید اسی لیے جواب میں بھی نام ذکر نہیں کیا گیا، ورنہ پورا سوال مولانا سعد صاحب سے ہی متعلق ہے اور اس میں پیش کردہ بیان مولانا سعد صاحب ہی کا ہے اور جواب کے شروع میں ۳۱/ جنوری / ۲۰۱۸ کی جس تحریر کا اقتباس نقل کیا گیا اس تحریر میں مولانا سعد صاحب کا نام واضح الفاظ میں موجود ہے۔

ہم نے مولانا سعد صاحب کے قدیم و جدید مفصل بیانات کا از خود بہت غور سے جائزہ لیا ہے، مولانا سعد صاحب کے ان بیانات اور ان کے حالات کی بنیاد پر ان کی جو چیزیں بالکل علانیہ طور پر سامنے آتی ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ مولانا سعد صاحب کے بیانات میں قرآن وحدیث کی غلط اور من مانی تشریحات موجود ہیں، جو تحریف اور تفسیر بالرای میں داخل ہے۔

۲۔ ان کے بیان میں دین کے دیگر شعبوں پر سخت تنقید بلکہ ان کا استخفاف ہوتا رہتا ہے، جو فکری گمراہی اور غلو فی الدین کی منکر ترین صورت ہے۔

۳۔ ان کے بیانات میں دعوت و تبلیغ کی ایک محدود صورت کے علاوہ دیگر مشروع صورتوں کا انکار ہوتا رہتا ہے، دعوت و تبلیغ سے متعلق سارے نصوص شرعیہ کو صرف اپنی احداث کردہ ایک ہی صورت پر منطبق کیا جاتا ہے، یہ بھی غلو، تحریف فی الدین اور فکری بدعت ہے اور فکری بدعت بدعت سیئہ کی خطرناک قسم ہے۔

۴۔ ان کے بیانوں میں انبیاء علیہم السلام کی شان میں بے ادبی بھی پائی جاتی ہے، سیدنا یوسف علیہ السلام، سیدنا سلیمان علیہ السلام، یہاں تک کہ سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی نازیبا انداز سے انہوں نے نکتہ چینی کی ہے!! یہ کتنی خطرناک گمراہی ہے، اسے واضح کرنے کی ضرورت نہیں۔

۵۔ انھوں نے تبلیغ سے متعلق شرعی اصول اور شرعی احکام میں متعدد تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔

۶۔ حتی کہ تبلیغ کی اس مروجہ شکل کی بنیاد جن چھ صفات کی محنت پر ہے ان کی شرح و تفصیل میں بھی بہت سی تبدیلیاں لائی ہیں۔

۷۔ کام کے نہج میں صحیح طریقے کے مطابق مشورہ کیے بغیر وہ ایسی تبدیلیاں لائے ہیں جس سے کام کو نقصان پہنچا۔

۸۔ کام کو سیرت پر لانے کا دعوی کر کے متعدد مباح چیزوں کو سنت قرار دیا، تنوع سنت اور تنوع مباح والے امور میں ایک سنت یا ایک مباح کو واحد سنت قرار دے کر متعین کر دیا اور دوسری سنتوں یا مباحوں کو مخالف سیرت و سنت قرار دے دیا، گویا

مرکز الدعوة الاسلامیة دار الافتاء ڈھاکا بنگلادیش

مجلة الكوثر الشهرية
تصدر عن مركز الدعوة الإسلامية داكا [للبحوث والدراسات العليا وشؤون الدعوة]
Head Office
30/12 Pallabi
Dhaka-1216, Bangladesh
Phone : 01948-228866
Main Campus
P/O : Etavara, Hazratpur
Keraniganj, Dhaka-1313
Phone : 01948-228877
darulifta.markaz@gmail.com
markazuddawah.com, alkawsar.com

Ref : ....   Date : ....

متعدد امور میں سنت حسنہ کو سیئہ بنادیا جب کہ بعض مباح کو عین سنت بناڈالا۔

۹۔ قدیم نظام الدین کی مروجہ تبلیغی جماعت (تجدید کے نام سے مولانا سعد صاحب نے جس کو بہت بگاڑا ہے) یہ دینی کام کی ایک نئی شکل ہے، جسے قواعد شریعت اور تجربہ کی روشنی میں پچھلے ادوار کی دعوتی محنتوں کی تاریخ کو سامنے رکھ کر مستنبط کیا گیا، لیکن مولانا سعد صاحب کا دعوی یہ ہے کہ اس خاص شکل کی ہر چیز قرآن وحدیث اور سیرت میں منصوص ہے!!! اس دعوی کا کچھ حصہ بالعبارۃ اور کچھ حصہ عملاً وبلسان حال ہے، حالانکہ یہ دعوی بذات خود شدید منکر اور بدعت ہے، ساتھ ساتھ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ کسی مستنبط اور حادث شکل کو اگر کوئی منصوص ثابت کرنا چاہے گا تو اسے لفظی ومعنوی تحریف کے ارتکاب کیے بغیر اور اپنے اجتہاد کو نص کا نام اور مقام دیے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہوگا، چنانچہ مولانا سعد صاحب یہی کام کر رہے ہیں۔

۱۰۔ دین وشریعت کی متعدد اصطلاحوں میں تحریف کر کے ان کو متوارث مفہوم سے ہٹادیا، ان میں بلا دلیل تخصیص پیدا کر دی یا اور کوئی تبدیلی پیدا کر دی۔

۱۱۔ اپنے مزعومات کی تائید کے لیے کہیں فقہی احکام میں بھی دست درازی کی ہے اور محض اپنی رائے کی بنیاد پر نیا حکم بناڈالا۔

۱۲۔ لوگوں کے سامنے خیر القرون کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے کہ لوگ خیر القرون کے بہت سے اتفاقیہ امور اور عصری یا وقتی امور کو بھی سنت سمجھنے لگے اور اس سے باہر ہر چیز کو منکر، بدعت یا بے برکت سمجھنے لگے، اگرچہ وہ خیر القرون میں موجود کوئی چیز ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ ناقص تصویر میں ہر چیز کو سامنے نہیں لایا جاتا ہے، مقابل رخ کا تو اس میں تذکرہ ہوتا ہی نہیں، ان کے بعض متبعین تو ہمارے پاس آکر یہ بھی کہنے لگے میں صحابۂ کرام کی طرح نزول کی ترتیب سے قرآن سیکھنا چاہتا ہوں! حالانکہ اللہ تعالی اپنی کتاب کے لئے وہی ترتیب متعین فرمادی جو ترتیب اب مصحف میں موجود ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مصحف والی ترتیب اللہ تعالی کی طرف سے متعین فرمادی تب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود، خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام سمیت پوری امت نے قرآن کریم کی اسی ترتیب سے تلاوت کی اور اسی ترتیب سے اسے ختم کیا، اور نمازوں میں پڑھا۔ اب اس ترتیب کو چھوڑ کر نزول کی ترتیب جو مستند طریقے سے محفوظ بھی نہیں ہے اس کے مطابق تلاوت کرنا جائز بھی نہیں۔

وہی آدمی کسی مفتی صاحب کے پاس مدرسہ میں مسئلہ معلوم کرنے کے لئے آئے تو کہنے لگے مجھے مسئلہ معلوم کرنا ہے مگر آپ میرے ساتھ مسجد کو چلیں، میں وہاں معلوم کروں گا، کیونکہ اس بے چارے نے اپنے فرمانروا کے بیانات سن کر اسی کو طریق سنت سمجھ رکھا ہے، یہ ہے تھوڑا سا اثر خیر القرون کے اس مصنوعی نقشہ کا جو مولانا سعد صاحب نے لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ واقعۃ

DARUL IFTA
MARKAZUDDAWAH ALISLAMIA DHAKA
(An Institute for higher Research, Islamic Education And Dawah)

دار الإفتاء
مركز الدعوة الإسلامية داكا
(للبحوث والدراسات العليا وشؤون الدعوة)

Ref : .... Date : ....

ثوابت ومتغیرات کا فرق سمجھنا تفقہ فی الدین ہی کا حصہ ہے، اس کے بغیر نہ علمی کام راست آتا ہے نہ کوئی دعوتی کام!

۱۳۔ اپنی غلط باتوں کو ثابت کرنے کے لیے آیت، حدیث، واقعۂ سیرت نبویہ، واقعۂ سیرت صحابہ میں معنوی تحریف کرنا، روایات میں اپنی طرف سے اضافہ کردینا یہ تو ان کے بیانات میں ایک عام چیز ہے۔

۱۴۔ پہلے کے کسی مصنف کی کوئی شاذ بات مل جائے یا کہیں کسی کے زلات وتسامحات مل جائیں تو ان کو غنیمت سمجھ کر اپنی حمایت میں پیش کرنا یہ ان کا اور ان کے متبعین کا خاص وطیرہ ہے۔

۱۵۔ علمائے معاصرین اور مشائخ کرام کے بارے میں بدزبانی کرنا اور ان کے بارے میں بدگمانی پھیلانا ان کے بیان میں ایک عام چیز ہے۔

۱۶۔ پوری دنیا میں عوام کو علمائے کرام کے مقابل کھڑا کردینا، بالخصوص ہندوستان اور بنگلہ دیش میں تو بالکل علانیہ طور پر اپنے غلط نظریات اور مشتبہ پالیسی کے ذریعہ عوام کو مدارس اور علمائے کرام کے مقابل کھڑا کردیا، ان کا لسان حال یہ کہتا ہے کہ جتنا چاہو ان کی مخالفت کرو اور جتنا چاہو ان کا مقابلہ کرتے رہو۔

ادھر تو وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ علماء کی زیارت کو عبادت سمجھو، اور یہ کہ مدارس دین کے قلعے ہیں، کبھی یہ بھی کہا کہ علماء کو اپنا محسن سمجھو، ان کی اصلاح قبول کرو۔۔۔، لیکن اپنے بیانات اور کردار کے ذریعہ لوگوں کے ذہن میں بالکل الٹا نظریہ جمادیا، جس کے آثار ہر جگہ لوگوں کے سامنے موجود ہیں۔

ہمارے نزدیک تو صرف یہی بات مولانا سعد صاحب کی گمراہی کے لیے کافی تھی، کیونکہ داعی کا کام ہے عوام کو علماء ومشائخ کے ساتھ جوڑنا، نہ ان کے مابین دوری پیدا کرنا، چہ جائیکہ عوام کو علماء کے بالمقابل کھڑا کردینا! اب جب اس شدید گمراہی کے ساتھ گمراہیوں کا ایک اور انبار موجود ہے پھر اس میں شک کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

۱۷۔ متعدد امور میں انھوں نے غیبی تحکمات اور بے دلیل تخرصات کا بھی ارتکاب کیا ہے۔

۱۸۔ بے اصولی، ناانصافی، تحکمات اور متعدد مخالف شرع امور کا ارتکاب کرکے تبلیغی جماعت میں تفرقہ ڈال دیا اور خود اُس فرقہ کے امیر ورہبر ہوگئے جس کا شعار ہی غلو اور تفریق ہے۔

۱۹۔ ایک خطرناک بات یہ ہے کہ ان کی تحریفات میں ایک واضح تسلسل موجود ہے، اس تسلسل کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ لوگ اہل حق علمائے کرام سے بدگمان ہو کر ان سے منقطع ہوجائے۔

مجلة الكوثر الشهرية
تصدر عن مركز الدعوة الإسلامية داكا [للبحوث والدراسات العليا وشؤون الدعوة]

Head Office
30/12 Pallabi
Dhaka-1216, Bangladesh
Phone : 01948-228866

Main Campus
P/O : Etavara, Hazratpur
Keraniganj, Dhaka-1313
Phone : 01948-228877

darulifta.markaz@gmail.com
markazuddawah.com, alkawsar.com

Ref : .... Date : ....

ذرا درج ذیل ایجادات پر غور کریں:

۱۔ ایک زمانے تک یہ بات چلاتے رہے کہ صرف سال والے علماء جو کام میں لگے ہوئے ہیں ان سے مشورہ کرو، اسی لیے حیاۃ الصحابہ کی تعلیم کے لیے انھوں نے عالم کا سال لگا ہوا ہونا شرط قرار دیا۔

۲۔ پھر یہ حالت سامنے آئی کہ سال اور تبلیغ والا ہونا کافی نہیں بلکہ سعدیانی ہونا ضروری ہے، جو لوگ مرکز چھوڑ کر چلے گئے وہ تو ایسے کام کا ارتکاب کیا جسے ارتداد سمجھا جاتا تھا۔

۳۔ پھر یہ کہا گیا کہ کام کے بارے میں کوئی مشورہ ہی نہیں، کام تو براہ راست سیرت سے لینا ہے۔

۴۔ اِدھر تعلیم کو مسجد کے ساتھ حصر کر دیا گیا اور مسجد سے باہر تعلیم وتربیت کے نظام کو خلاف سنت باور کرایا گیا۔

۵۔ دعوت کے وسیع اور عام حکم کو نقل وحرکت میں منحصر کیا اور مسجد میں بھی منحصر کیا۔

۶۔ تعلیم وتعلم کے مروج نظام کو صرف خارج از مسجد ہونے کا قصوروار بنانے پر اکتفاء نہیں کیا، اس کے پورے نظام ہی کو ناقص مجاہدہ قرار دیا۔

۷۔ اہل مدارس کی ساری دینی خدمات کو رواجی طریقہ اور خلاف سنت وخلاف طریقۂ خیر القرون قرار دیا۔

۸۔ نقل وحرکت اور نفر کو فرض قرار دے کر اور اس میں تاخیر یا معذرت پیش کرنے کو حرام اور علامت نفاق قرار دے کر خاص اس شکل تبلیغ سے غیر مربوط سارے علماء ومشایخ اور عوام کو بیک جنبش لسان، گناہ کبیرہ کا مرتکب قرار دے دیا۔

۹۔ ادھر یہ بات بھی ایجاد کر ڈالی کہ نصرتِ دین کا واحد ذریعہ خود چل کر دعوت دینا ہے اور خود چل کر دعوت دیے بغیر اللہ تعالی کی نصرت حاصل کرنے کا اور کوئی راستہ نہیں۔

اب بتائیے کہ ان سب بدعتی اور من گھڑت احکام (جو سراسر دلائل کی تحریف اور غلط استدلالات پر مبنی ہیں) کے ہوتے ہوئے لوگوں کے سامنے علم وعلماء، مدارس وعلمائے مدارس اور دیگر خدام دین مشایخ کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟!

اب یہ سوچا سمجھا خاکہ ہو یا اتفاقیہ، جہالت کی بنیاد پر ہو یا عداوت کی بنیاد پر؛ بہر حال مولانا سعد صاحب کی اکثر تحریفات کا سلسلہ اسی پر منتہی ہوتا ہے کہ ان سے جڑی ہوئی سیدھی سادھی عوام بس انہیں کو ساری دنیا کا واحد عالم دین گردانتی ہے اور دوسرے اہل حق علمائے کرام سے دور ہوتی جارہی ہے اور خود مولانا سعد نے اپنی عوام کو یہ تاثر دلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے کہ وہی تعلیم اور دعوت کے مسنون نظام کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور ساری دنیا کے علمائے کرام غلط فہمی کا شکار ہیں۔ بالکل

Ref : ....
Date : ....

خلاف واقعہ اور خلاف سنت طریقے سے لوگوں کی ذہن سازی کرنے کے بعد اور علم وعلماء اور مدارس کے بارے میں منکر نظریات لوگوں کے ذہن میں جمانے کے بعد اگر یہ بھی کہا جائے کہ علماء کی زیارت کو عبادت سمجھو۔۔۔، تو اس طرح کی باتیں جو بے اثر رہ جاتی ہیں اس میں کیا شک ہے؟

اور یہ بات تو بالکل عیاں ہے کہ مولانا سعد صاحب نے دار العلوم دیوبند کے خلاف بغاوت کر رکھا ہے، جب کہ یہ بغاوت صرف دار العلوم کی نہیں بلکہ یہ تو دینی فتوی اور شرعی حکم سے قلت مبالات کا اظہار ہے، اس کے علاوہ وہ اور ان کے متبعین نے دار العلوم دیوبند کے ذمہ داران اور وہاں کے مفتیان کرام کے خلاف بے ہودہ الزامات واتہامات کی ایک مہم چھیڑ رکھی ہے اور سب کچھ مولانا سعد کے حامی نام نہاد مولانا صاحبان کر رہے ہیں اور خود مولانا سعد کی طرف سے آج تک اس پر نکیر نہیں کی گئی ہے؛ بلکہ خاموش تائید ہے، یہ دار العلوم کا مقام ہے کہ وہاں کے مشائخ اس بارے میں نہایت صبر وتحمل وشرافت ومتانت سے کام لے رہے ہیں۔

یہ تو ہے مولانا سعد صاحب کی بدعتی ایجادات اور ان کی تائید کے لیے کی ہوئی تحریفات کا اجمالی ذکر، اس کے ساتھ مولانا سعد صاحب کے درج ذیل احوال بھی قابل نظر ہیں:

۱۔ اپنے بیانات میں تناقضات کا ارتکاب کرنا

جزم کے ساتھ یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ تناقضات بالقصد ہوتے ہیں یا بلا قصد، واقعہ جو بھی ہو ان تناقضات کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی گمراہی کی باتوں کے مقابلے میں اُن کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اُن کے متبعین کہیں سے تلاش کر کے ان کی کوئی متناقض بات پیش کر دیتے ہیں، حالانکہ ان کا نظریہ اور ان کی دعوت ہمیشہ ان کی گمراہی کی باتوں پر ہوتی ہے نہ کہ کبھی کبھار زبان سے نکلی ہوئی کسی متناقض بات پر۔

۲۔ علمائے حق کی نکیر اور متوجہ کرنے کی تو مولانا سعد صاحب نے کبھی قدر نہیں کی؛ لیکن دار العلوم دیوبند نے جب ان کے بارے میں فتوی کی شکل میں اپنے موقف کا اظہار کیا پھر ان میں کچھ حرکت پیدا ہوئی اور رجوع کا ایک سلسلہ انھوں نے شروع کیا، اس رجوع کی تاریخ بڑی حیرت انگیز بھی ہے اور بہت ہی مضحکہ خیز بھی، یہاں صرف ایک ناقابل انکار حقیقت پیش کی جاتی ہے جس سے رجوع کی حقیقت سمجھی جاسکتی ہے، وہ یہ کہ ہماری معلومات میں دوسرے رجوع کے بعد اکابر دار العلوم دیوبند نے باہمی مشورہ سے ان کے رجوع پر اطمینان ظاہر کرتے ہوئے ایک تحریر تیار کر لی تھی اور وہ تحریر مولانا سعد صاحب کے پاس دستی پہنچانے کے لیے دو افراد کو بھی بھیج دیا تھا؛ لیکن تحریر پہنچنے سے پہلے معلوم ہوا کہ جس بیان سے رجوع کی دو تحریریں وہ دار العلوم بھیج چکے ہیں،

DARUL IFTA
MARKAZUDDAWAH ALISLAMIA DHAKA
(An Institute for higher Research, Islamic Education And Dawah)

دار الإفتاء
مركز الدعوة الإسلامية داكا
(للبحوث والدراسات العليا وشؤون الدعوة)

Ref : .... Date : ....

اسی مرجوع عنہ بیان کو عین اسی دن جس دن دار العلوم میں میٹنگ ہوئی تھی، صبح کے بیان میں نہ صرف مولانا سعد نے دوہرایا؛ بلکہ پہلے سے زیادہ خطرناک جملوں کا اضافہ بھی کر دیا، اب بتایئے کہ کیا یہ تماشا نہیں تھا؟ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انھوں نے دار العلوم دیوبند کا موقف اپنی پرانی عادت اور مزاج کی تعلی کی وجہ سے یا تو پڑھا ہی نہیں تھا، اس لیے ان کو معلوم ہی نہیں تھا کہ دار العلوم کے متفقہ موقف میں ان کے کن بیانات کو گمراہ کن بتایا گیا ہے کہ وہ دوبار رجوع کرنے کے بعد تو کم از کم ان کو بیان کرنے سے باز آجاتے، اور اگر انھوں نے دار العلوم کا موقف پڑھا تھا اور اپنے رجوع کی دونوں تحریریں بھی پڑھی تھیں، اس کے باوجود انھوں نے مرجوع عنہ بیان کو جان بوجھ کر دوہرایا تو یہ کس درجہ ڈھٹائی اور دھوکہ دہی کا فعل تھا، اس حقیقت پر ان لوگوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے جو اکابر دار العلوم دیوبند پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے مولانا سعد کا رجوع قبول نہیں کیا۔

دار العلوم دیوبند کے اکابر نے پہلے دن سے آج تک مولانا سعد کو جتنا موقع دیا ہے، اگر مولانا سعد اصلاح حال میں سنجیدہ ہوتے اور ان کی طبیعت میں سلامت روی ہوتی تو معاملہ اتنا طول نہ پکڑتا، ہم یہاں اکابر دیوبند کی خدمت میں گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مولانا سعد صاحب سے متعلق دار العلوم دیوبند کے معاملہ کے سارے مراحل کی ترتیب وار روداد مرتب کر کے امت کے سامنے پیش کریں تاکہ مخلص اور حق کے سچے متلاشی افراد کے لیے معاملہ کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

بہر حال ان کے آخری رجوع مؤرخہ جنوری/ ۲۰۱۸ کے بعد سے اب تک کے بیانات میں بے شمار باتیں ایسی موجود ہیں جو ان کے رجوع ناموں اور زبانی رجوعات کے بالکل بر خلاف ہیں، جہاں تک ہم نے دیکھا ان کی رجوع کردہ باتوں میں ہمارے علم کے مطابق انھوں نے صرف دو باتوں کا بظاہر اعادہ نہیں کیا ہے، ایک حضرت موسی علیہ السلام پر جو ناروا حملہ کیا تھا وہ، اور دوسری موبائل جیب میں رکھ کر نماز نہ ہونے والی بات، اس کے علاوہ کوئی اور غلط، منکر اور بدعت وضلالت والی بات ایسی نہیں جسے رجوع کے بعد پھر اعادہ نہیں کیا اور پہلے سے زیادہ شدید اور منکر انداز سے اعادہ نہیں کیا اور نئی نئی تحریفات، منکرات اور بدعتی ایجادات کی بات تو الگ رہی۔ تو ان کے یہ رجوعات جب کہ ظاہر ہے صرف کاغذی رجوع ہی ہیں، لیکن ان کے متبعین اسے بھی بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ مولانا سعد صاحب نے تو رجوع کر لیا، مگر اس کے ساتھ وہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ باتیں سعد صاحب سے ثابت نہیں، کچھ لوگوں نے بلا دلیل ان کی طرف اس کی نسبت کر دی! یہ بھی کہتے ہیں کہ انھوں نے جو باتیں کہی ہیں وہ صحیح ہیں، اس کے حوالجات موجود ہیں!! اب ان تین باتوں میں تطبیق کیسے ہوگی یہ تو وہی لوگ بتائیں گے۔

۳۔ مولانا سعد صاحب سیرت مطہرہ اور خیر القرون کا نقشہ جس طرح پیش کرتے ہیں اور اشاعت دین وحفاظت دین کے

مجلة الكوثر الشهرية
تصدر عن مركز الدعوة الإسلامية داكا [للبحوث والدراسات العليا وشؤون الدعوة]
Head Office
30/12 Pallabi
Dhaka-1216, Bangladesh
Phone : 01948-228866
Main Campus
P/O : Etavara, Hazratpur
Keraniganj, Dhaka-1313
Phone : 01948-228877
darulifta.markaz@gmail.com
markazuddawah.com, alkawsar.com

اعمال کی جو تشریح و تعبیر کرتے رہتے ہیں اس معیار پر خود ان کا نقشۂ دعوت کہاں تک اترتا ہے یہ بھی دیکھنے کی چیز ہے، ظاہر ہے کہ اس معیار پر ان کا پسندیدہ و تجویز کردہ نقشۂ دعوت بھی مُحدَث اور خلاف سنت ثابت ہوتا ہے، قول و فعل کے اس تعارض کا شاید انھیں احساس بھی نہیں ہے۔

۴۔ کوئی بھی شخص جسے عوام اور معتد بہ دینی علم سے محروم طبقہ نے برحق سمجھ کر مقتدا بنائے ہوئے ہوں اگر وہ فکری شذوذ میں مبتلا ہو جائے اور دینی امور میں بے راہ روی کا شکار ہو جائے تو اس کی منکر اور گمراہی کی باتوں پر تنبیہ کرنا علمائے اہل حق کی دینی ذمہ داری بن جاتی ہے۔

دین و شریعت کے اس مسلم قاعدے کی بنیاد پر مولانا سعد صاحب کی فکری شذوذ اور ان کی گمراہ کُن باتوں کی نشاندہی کرنا یوں ہی ضروری ہے، پھر چونکہ وہ اعلی خاندانی نسبت رکھتے ہیں، اور ایسے ایک مرکزی مقام پر وہ حاوی ہیں جس کی ایک شاندار تاریخ ہے، اس لئے عوام کا اور ہر اس شخص کا جو براہ راست صحیح غلط اور حق و باطل کے مابین فرق نہیں کر سکتا ہے ان کی باتوں سے متاثر ہو جانا عام سی بات ہے، اس لئے لوگوں کے عقائد و افکار اور علم و عمل کی حفاظت کے لئے مولانا سعد صاحب کی غلط اور گمراہ کن باتوں پر تنبیہ کرتے رہنا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔

بالخصوص اس لئے بھی کہ بعض حضرات نے ان کے خاندان کی رعایت کرکے ان کے بارے میں خاموشی اختیار کرنے یا گول مول بات کرنے کو مناسب سمجھا ہے، چنانچہ ایک بندۂ خدا نے یوں بھی کہا کہ مولانا سعد تو ہمارے آدمی ہیں، اور عرصۂ دراز سے ان کے خاندان کا امت پر بہت بڑا احسان ہے!! اس بندۂ خدا نے یہ نہیں سوچا کہ اس وجہ سے تو انکے اغلاط پر تنبیہ ہونا اور زیادہ ضروری ہے کیونکہ اس طرح کے اکابر زادوں کی باتوں سے لوگ زیادہ متاثر ہوتے ہیں، اس لئے لوگوں کو دینی لحاظ سے نقصان سے بچانے کے لئے ایسے لوگوں کی غلطیوں اور گمراہ کن باتوں پر تنبیہ کرنا زیادہ ضروری ہے، علاوہ ازیں اگر اکابر زادہ ہونا اور محسنین امت کی اولاد ہونا کسی کے غلط اور گمراہ کن اقوال وافعال کی نشاندہی کرنے سے باز رہنے کا جواز پیدا کرتا ہے، پھر تو نہی عن المنکر کا راستہ ہی بند ہو جائیگا اور حق و باطل کی تمیز کا دروازہ بھی بند ہو جائیگا۔

یوں تو مسلمان ہونے کے لحاظ سے ہر کلمہ گو جس نے سارے ضروریات دین کو تسلیم کیا ہے وہ ہمارے ہی ہیں، لیکن شریعت وسنت میں "ہمارے ہونا" کا ایک اور معیار بھی ہے، وہ ہے مسلک اہل السنۃ والجماعت کا پابند ہونا، بدعت اور گمراہی سے پرہیز کرنا، اور جن جرائم پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "لیس منا..." کی وعید سنائی ہے ان جرائم سے پرہیز کرنا۔

Ref : ....   Date : ....

مقتدا بننے کے لئے صرف مسلمان ہونے کے لحاظ سے ہمارا ہونا کافی نہیں بلکہ دوسرے معیار کے لحاظ سے بھی "ہمارا ہونا" ضروری ہے، اب جو شخص اس معیار کے لحاظ سے ہمارا نہیں پھر بھی مقتدا بنے ہوئے ہیں تو لوگوں کو اس کے شر سے بچانے کے لئے انکے گمراہ کن امور کی نشاندہی کرنا ضروری ہے، اگرچہ وہ دیگر ہر لحاظ سے ہمارا ہی کیوں نہ ہو، یاد رکھیں اسلام میں حق کی حفاظت تعلقات پر مقدم ہے، اگر کبھی تعلقات حق پر مقدم ہو جائیں تو یہ علم وایمان کے ساتھ صریح خیانت ہے۔

اسی طرح بعض حضرات نے یہ بھی کہا کہ تبلیغی جماعت کا موجودہ اختلاف صرف طریقۂ کار کا اختلاف ہے اس لئے اس میں علماء کے لئے کسی ایک فریق کی مخالفت کرنا مناسب نہیں، حالانکہ مولانا سعد صاحب انبیاء علیہم السلام پر نکتہ چینی کر رہے ہیں، قرآن وحدیث اور واقعات سیرت کی جابجا تحریف کر رہے ہیں، نئے اصول اور احکام گڑھ رہے ہیں، سیرت وسنت کا بدعتی نقشہ بنا رہے ہیں، ظاہر ہے اس کو طریقۂ کار کا اختلاف کہنے کا کوئی امکان نہیں، اگر یہ طریق کار کا اختلاف ہے پھر اصول واحکام کا اختلاف کس کا نام ہوگا؟ طریق کار کا اختلاف وہاں کہا جاتا ہے جہاں کسی کام کے شرعا ایک سے زائد مباح طریقے ہوں، پھر کسی نے ایک مباح طریقہ کو اپنایا اور دوسرے نے کسی اور مباح طریقے کو اپنایا، لیکن جہاں کسی نے غلط راستہ اختیار کیا پھر اس غلط راستے کا نام سنت وسیرت دے دیا تو یہ تو گمراہی در گمراہی ہے نہ کہ طریق کار کا اختلاف، اور جو اختلاف واقعۃً طریق کار کا اختلاف ہے اس میں بھی اگر کوئی شخص اپنا اختیار کردہ مباح طریقہ کو سنت منصوصہ کہنے لگے یا متعین واحد طریقہ کہنے لگے تو یہ بھی بدعت میں شامل ہے، پھر اگر اس بدعت کی تائید کے لئے نصوص اور واقعات سیرت سے غلط استدلال کرنے لگے، تو اس صورت حال میں اسے صرف طریق کار کے اختلاف کا نام دینا کتنی بڑی غلطی ہے وہ بالکل ظاہر باہر ہے۔

یہ تو ہے بعض گول مول باتوں کا تذکرہ، ادھر ایک جماعت تو مولانا سعد صاحب کی غلطیوں اور گمراہیوں کو بادلیل بنانے کے پیچھے لگی ہوئی ہے، جو صراحۃً ان کی غلط کو صحیح اور ان کی گمراہی کو ہدایت کی بات کہتے ہیں، اور سعد صاحب جس منکر اور باطل بات سے رجوع کرتے ہیں کبھی اس کو بھی صحیح ثابت کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

جب صورت حال اتنی سنگین ہے تو اہل حق علمائے کرام کے لئے خاموش بیٹھے رہنے کا کیا جواز ہو سکتا ہے؟

یہاں یہ بات بھی عرض کر دینا مناسب ہے کہ اس تحریر میں مولانا سعد صاحب کے بارے میں جو کچھ کہا گیا وہ سب ان کے متعلقہ بیانات کو از اول تا آخر براہ راست جائزہ لینے کے بعد لکھا گیا ہے، کسی سنی سنائی بات پر اعتماد نہیں کیا گیا۔

بات لمبی ہوگئی حاصل کلام یہ ہے کہ خدام مرکز الدعوۃ الاسلامیہ ڈھاکہ دار العلوم دیوبند کے سابق فتوی اور تازہ فتوی کے

دار الافتاء مرکز الدعوۃ الاسلامیہ ڈھاکا بنگلادیش

Ref : ....   Date : ....

مندرجات سے متفق ہیں، ساتھ ہی یہ امید رکھتے ہیں کہ دارالعلوم اور ملک کے دوسرے موقر ماہناموں میں ان فتوؤں کی عام اشاعت کا اہتمام ہوگا۔

اور دار العلوم کے موقر مفتیان اور اساتذہ کرام کی طرف سے اگر یہ کام بھی شروع کیا جائے کہ مولانا سعد صاحب کے ایک ایک شذوذ اور ایک ایک تحریف اور غلط بیانی پر مستقل رسالوں کی شکل میں مفصل اور مدلل انداز سے سیر حاصل گفتگو کی جائے، تو بہتر ہوگا، فتوی کا دائرہ تو تنگ ہوتا ہے، چنانچہ اس وقت کا شائع شدہ مفصل فتوی بھی در اصل مختصر ہے اور اس میں تو بہت سے امور میں صرف اشارات ہی سے کام لیے گئے ۔

یہاں اس بات کا ذکر کردینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا سعد صاحب کی فکری بے راہ روی اور فکری غلطیوں اور گمراہیوں میں سے کسی چیز کی تقلید کرنے والا اگر کسی مدرسے کا مولوی صاحب ہے یا کوئی بھی ہو تو وہ بھی غلطی کا شکار ہے، ہر ایک کو اپنی اپنی اصلاح کرنا ضروری ہے۔ شاذ و منکر اور بدعت وضلالت جہاں بھی ہو اور جس کے پاس بھی ہو ان کی اصلاح ضروری ہے۔

آخری گذارش

دار العلوم کے فتوی کا خلاصہ سمجھ لینا ضروری ہے

آپ کے سوال کے جواب میں آخری گذارش یہ ہے کہ دار العلوم کے اس فتوی میں مولانا سعد صاحب اور ان کے افکار سے متعلق کیا لکھا گیا یہ سمجھنے کے لیے پورے فتوی کو شروع سے آخر تک پڑھنا ضروری ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خلاصہ یہاں ذکر کردیا جائے:

۱۔ مولانا سعد صاحب کے رجوع کے بعد ۳۱/ جنوری/۲۰۱۸ کو دار العلوم نے مولانا سعد صاحب کی جس فکری بے راہ روی پر تنبیہ کی تھی اس کا تذکرہ کرکے لکھا ہے کہ مولانا سعد صاحب کے نئے بیانات میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ

"معاملہ صلاح کے بجائے غلط اجتہادات، دین وشریعت میں تحریفات، اور خود ساختہ نظریات پر اصرار کی طرف بڑھتا ہی جارہا ہے"۔

۲۔ "معاملہ جزوی غلط بیانی کا نہیں، بلکہ کج فکری، کم علمی، اور اہلیت نہ ہونے کے باوجود اجتہاد واستنباط پر جسارت کا ہے جس کی وجہ سے تحریفات کا ایک مستقل سلسلہ جاری ہے"۔

۳۔ "مقرر موصوف (مولانا سعد صاحب) نے اپنی ذاتی آراء اور تحریفات کو امت میں چلانے کے لیے "سیرت صحابہ" کا

دارالافتاء مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ ڈھاکہ

Ref : .... Date : ....

خوش نما عنوان تجویز کیا ہے، ان کا سارا زور اپنی ذہانت وطباعی سے سیرت اور تاریخی واقعات سے سلف صالحین کی تصریحات سے آزاد ہو کر براہ راست اختراع کرنے اور امت کو براہ راست سیرت پر غور وخوض کرنے کی طرف دعوت دینے پر صرف ہو رہا ہے"۔

۴۔" اگر غور کیا جائے تو (مقرر موصوف کی) غلط نظریات کی پشت پر بالعموم سیرت اور تاریخ کا کوئی واقعہ نظر آئے گا جس کو یا تو غلط سمجھا گیا، یا سیرت کی دیگر روایات سامنے نہیں رکھی گئیں، یا اصول فقہ میں دسترس نہ ہونے کی وجہ سے استنباط میں غلطی ہوئی، یا منکر اور معلول روایت کو صحیح سمجھ لیا گیا"۔

۵۔"موصوف نے دین اور دعوت دین کا ایک مصنوعی اور خود ساختہ خاکہ ذہن میں تیار کر لیا ہے، اسی کو وہ سنت سمجھتے ہیں، اور اسی کو سیرت قرار دیتے ہوئے تعلیم وتربیت اور دعوت کے دوسرے مشروع ومباح طریقوں کی علی الاعلان تغلیط وتردید کرتے ہیں"۔

۶۔"مقرر موصوف قرآن وحدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات پر ایک مخصوص ذہنیت کے ساتھ غور وفکر کر کے غلط نتائج پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات ان کے اسلوب وانداز بیان سے منصب نبوت پر بھی آنچ آجاتی ہے، واقعات کو پیش کرتے وقت وہ اپنی فہم سے ایسے امور بڑھا دیتے ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اور واقعات پر تبصرہ کرتے وقت ایسا پر خطر اسلوب اختیار کرتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے ہر گز شایان شان نہیں ہوتا ہے، وہ واقعات کا اس طرح تذکرہ کرتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ وہ نبی کی غلطی پکڑ رہے ہیں، اور یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ اس بارے میں نبی سے غلطی ہوگئی، ان کی پیروی نہیں کی جائے گی، تم ان کی طرح ایسا نہ کرنا!!"۔

۷۔"ملت اسلامیہ میں جتنے لوگ کج روی وکج نظری کا شکار ہوئے، اگر غور وتامل سے دیکھا جائے تو ان کی گمراہی کا یہی ایک سبب تھا کہ انھوں نے اجتہادی صلاحیتوں سے محرومی کے باوصف ائمۂ اجتہاد، سلف صالحین، اور معاصر اہل حق علماء پر اعتماد کرنے کے بجائے خود رائی وخود روی اختیار کر کے اپنا راستہ الگ بنالیا، پس دار العلوم دیوبند نے ۳۱/ جنوری ۲۰۱۸ کی تحریر میں جس امر پر متنبہ کیا تھا وہ بالکل مبنی بر حقیقت تھا، کہ مقرر موصوف کم علمی اور طبیعت کی آزادی کی وجہ سے قرآن وحدیث اور سیرت صحابہ میں مجتہدانہ انداز سے غور وفکر کر کے دوراز کار اجتہادات کرنے کی روش پر چل رہے ہیں، جس کی وجہ سے شاذ اور منکر اقوال وآراء اور غلط وگمراہ کن افکار ونظریات یکے بعد دیگرے مسلسل سامنے آرہے ہیں"۔

۸۔"جو شخص دین کے سلسلے میں بے راہ روی کا شکار ہو، عوام کو حکمت اور حسن تدبیر کے ساتھ اس کے غلط افکار میں ملوث ہونے سے بچانا علمائے دین کا ایک اہم فریضہ ہے"۔

مركز الدعوة الإسلامية دار الإفتاء داكا بنغلاديش

Ref : ....   Date : ....

آخر میں یہ بھی بتایا گیا کہ شخص مذکور کے جو بیانات دار الافتاء میں بھیجے گئے وہ از روئے شرع درست نہیں ہیں، ان جیسے بیانات کو آگے پھیلانا اور کسی بھی ذریعہ سے اس کی نشر واشاعت کرنا جائز نہیں۔

اب ظاہر ہے کہ بیان تو سنا ہی جاتا ہے اس پر عمل کرنے کے لیے اور اسے دوسروں کے پاس پہنچانے کے لیے، لیکن جس شخص کے بیان میں اس طرح کی گمراہی کی باتیں ہوتی ہیں جنھیں شائع کرنا اور آگے چلانا ہی جائز نہیں تو ایسا بیان سننا ہی کیسے جائز ہوگا؟

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جو شخص فکری بے راہ روی، خود رائی اور خود روی کی بیماریوں میں مبتلا ہے اسے مقتدا بنانا، کسی دینی کام کا سربراہ بنانا، اس سے دینی رہبری لینے جانا، اور اس کا بیان سننا ہرگز جائز نہیں۔

اس لیے دار العلوم نے صاف لکھا ہے:

"جو شخص دین کے سلسلے میں بے راہ روی کا شکار ہو، عوام کو حکمت اور حسن تدبیر کے ساتھ اس کے غلط افکار میں ملوث ہونے سے بچانا علمائے دین کا ایک اہم فریضہ ہے"۔

اللہ کرے کہ ہر علاقے کے اہل علم حضرات اس ذمہ داری کو کما حقہ ادا کر سکے۔ آمین۔

یہاں ایک اور امر کی طرف بھی ہم توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کے پورے قضیے میں مولانا سعد صاحب کی طرف سے اب تک جو کردار سامنے آیا ہے، وہ ہرگز کسی اہل حق کا شیوہ نہیں ہوسکتا، مزاجا تعلی اور ضد، طبیعت میں سلامت روی کا فقدان، دعوائے امارت، تحزب وگروہ بندی کی پالیسی، اپنے مخالفین خواہ وہ علماء ہوں یا شوری سے وابستہ افراد ہوں، سب کی بلا وجہ علانیہ طور پر تردید وتغلیط کبھی صراحتا اور کبھی اشارۃ، یہ سب ایسی چیزیں ہیں جن کے مولانا سعد صاحب اور ان کے حامی نام نہاد مولانا صاحبان مرتکب ہیں اور امت میں انتشار وخلفشار کے بجا طور پر ذمہ دار ہیں۔

ہماری دوٹوک رائے یہ ہے کہ مولانا سعد صاحب جب تک اہل حق علماء کی صحبت اختیار کرکے علمی وفکری امور کی اصلاح نہ کرلیں، ان کے لیے عوام کے سامنے بیان کرنا جائز نہیں ہے اور اگر وہ اصلاح کے بغیر بیان کرتے ہیں تو لوگوں کے لیے ان کا بیان سننا بڑی گمراہی کا سبب ہے۔

آخر میں ایک بار پھر عرض ہے کہ دار الافتاء مرکز الدعوۃ الاسلامیہ ڈھاکہ دار العلوم دیوبند کے تازہ فتوی سے مکمل طور پر متفق ہے اور اس کی بھرپور تائید وتصدیق کرتا ہے اور اس تحقیقی فتوی کو ایک تاریخی وتجدیدی فتوی خیال کرتا ہے اور یہ فتوی اس بات کا بھی واضح ثبوت ہے کہ مشائخ دار العلوم اور وہاں کے کبار مفتیان کرام اصول دین اور قواعد شریعت کے صحیح ادراک، دین کے صحیح

Ref : .... Date : ....

فہم اور مُحدَث اور باطل افکار کی حقیقت تک پہنچ کر حق وناحق کے درمیان بلاخوف لومۃ لائم مہذب اور سنجیدہ اسلوب میں منصفانہ امتیاز کرنے میں بفضل اللہ تعالی سلف صالحین کے نقش قدم پر آج بھی ثابت ہیں۔

صان الله تعالى هذه الدار ومشيختها في كل عصر ومصر من كل سوء، ورزقهم الاستقامة على الكتاب والسنة والصراط المستقيم.

آپ نے مولانا سعد صاحب کے متبعین کے بارے میں بھی معلوم کرنا چاہا تو آپ کے یہاں ان کی حالت کیسی ہے وہ آپ کو زیادہ معلوم ہوگا، ہمارے یہاں تو ان کی حالت بہت ہی خطرناک ہے، وہ مولانا سعد صاحب کے سارے شذوذ، منکرات واباطیل کو قبول کئے ہوئے ہیں، ساتھ ساتھ گفتار وکردار میں سعد صاحب سے زیادہ غلو کر رہے ہیں۔

اس مختصر تحریر میں ان کے بارے میں مستقل طور پر کچھ عرض کرنے کی بجائے آپ کو بنگلہ ایک تحریر کا مضمون ذرا وضاحت کے ساتھ اردو میں نقل کردیتے ہیں، جو بندہ نے کسی کے خط کے جواب میں لکھا تھا، البتہ میرے جوابی خط میں عربی حوالجات نہیں تھے، اب حولجات کا اضافہ کردیا گیا، امید ہے اس میں آپ کو اِس سوال کا جواب مل جائیگا، ملاحظہ ہو ضمیمہ ۱۔

هذا، وصلى الله تعالى وبارك وسلَّم على سيدنا ومولانا محمد خاتم النبيين، لانبي بعده، وعلى آله وصحبه وكل من اهتدى بهداه، وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

نوٹ: موقع ومحل کی مناسبت سے آپ کو اس خط کا ایک نسخہ بھی ارسال کیا جاتا ہے جو ڈھاکہ کے علمائے کرام کی طرف سے اکابر دار العلوم کے شکریہ کے طور پر حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں اس وقت ارسال کیا گیا تھا جب کہ دار العلوم نے مولانا سعد صاحب کے بارے میں اپنا موقف پہلی بار فتوی کی شکل میں شائع کیا تھا، ملاحظہ ہو ضمیمہ ۲۔

عرضگذار
بندہ محمد عبد المالک
بندہ محمد عبد المالک غفرلہ
رئیس شعبۂ علوم الحدیث، ورکن مجلس فقہی دار الافتاء
مرکز الدعوۃ الاسلامیہ ڈھاکہ
۱۴۴۵/۰۱/۰۳ھ

الجواب صحیح
۱۴۴۵/۱/۵ھ

مركز الدعوة الإسلامية
دار الإفتاء
داكا بنغلاديش

রইস
دار الإفتاء
مركز الدعوة الإسلامية داكا

মারকাযুদ দাওয়াহ আলইসলামিয়া ঢাকা
ফতওয়া বিভাগ
ফতওয়া নং ৫৭৬৭/৪৪

مجلة الكوثر الشهرية
تصدر عن مركز الدعوة الإسلامية داكا [للبحوث والدراسات العليا وشؤون الدعوة]

Head Office
30/12 Pallabi
Dhaka-1216, Bangladesh
Phone : 01948-228866

Main Campus
P/O : Etavara, Hazratpur
Keraniganj, Dhaka-1313
Phone : 01948-228877

darulifta.markaz@gmail.com
markazuddawah.com, alkawsar.com

ضمیمہ (۱) متعلقہ فتوی نمبر ۳/۱۶۷۲/۴۵ھ

دار الافتاء مرکز الدعوۃ الاسلامیہ ڈھاکہ بنگلہ دیش

السلام علیکم

جناب مفتی صاحب، براہ کرم میرے مندرجۂ ذیل سوال کا جواب باصواب عنایت فرما کر میری رہبری فرمائیے۔

میر التعارف:

میرا نام . . . ، اصلاً بنگلہ دیشی ہوں، تقریباً دس سال سے اسٹریلیا میں مقیم ہوں۔ الحمد للہ، اللہ کے فضل سے بنگلہ دیش اور اسٹریلیا میں تبلیغی محنت میں خود کو جوڑنے کی کوشش کر رہا ہوں، ہم سب موجودہ تبلیغی اختلاف سے واقف حال ہیں، جو ہمارے روزمرہ کی زندگی، سماجی زندگی اور دیگر شعبوں میں اثر انداز ہوا ہے۔ الحمد للہ میں جمہور علمائے کرام خصوصاً دیوبندی علمائے کرام اور ان کے خوشہ چین علمائے کرام کی رہنمائی اور ہدایت کو فالو کرتا ہوں، افسوس کہ میرے بعض احباب ایسے ہیں جن کے ساتھ میں نے سالہا سال تک ایک ساتھ دعوت و تبلیغ کا کام کیا ہے اور کئی بار ان کے ساتھ وقت بھی لگایا، لیکن ہمارے وہ احباب دعوت و تبلیغ کی محنت میں مولانا سعد صاحب (مرکز نظام الدین، بھارت) کے متبعین میں سے ہیں، ان میں میرے رشتے دار بھی ہیں، ہم ایک ہی علاقے میں رہتے ہیں، ان میں سے کئی رشتے دار ہونے کے کی وجہ سے بسا اوقات ان سے باتیں کرنے، اٹھنے بیٹھنے یا لین دین کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، دریں صورت حال مجھے ان سے کس طرح معاملہ کرنا چاہیے اس بارے میں متردد ہوں۔ اس بارے میرے مندرجۂ ذیل سوالات کا جواب عنایت فرمائیں گے تو میرے زندگی کے لیے بہت بڑی رہبری ہوگی۔

۱- کیا میں ان کو سلام کر سکتا ہوں؟ اگر ان میں سے کوئی میرا رشتے دار ہو تو ان کو بھی سلام کر سکتا ہوں؟ اگر ان میں سے کوئی مجھے سلام کرے تو کیا میں جواب دے سکتا ہوں؟

۲- اگر یہ لوگ مجھے کھانے کی دعوت کرے یا نجی گفتگو کے لیے بلائے تو کیا مجھے جانا چاہیے؟ اگر ان میں سے کوئی میرا رشتے دار ہو تو؟

۳- کیا میں ان کو کھانے کے لیے یا نجی گفتگو کے لیے بلا سکتا ہوں؟ اگر ان میں سے کوئی میرا رشتے دار ہو تو؟

۴- ایسے لوگ اگر میرے محلے کی مسجد میں جماعت لے کر آئیں اور تعلیم، بیان اور دیگر اعمال کرے تو کیا مجھے ان کو روک دینا چاہیے ؟ اگر منع کرنا چاہیے تو کیسے، طاقت سے یا ہاتھ سے یا منہ سے؟ اگر یہ لوگ میرے منع کرنے کو خاطر میں نہ لائے تو کیا میں مسجد کمیٹی کو آگاہ کروں؟ براہ مہربانی رہبری فرمائیے۔

۵- اس جماعت کے لوگ اگر کوئی مسجد بنائے اور خود ہی اس کے منتظم ہوں تو کیا روزانہ یا کبھی کبھی ادائے صلاۃ کے لیے ان کی مسجد میں جا سکتا ہوں؟ جزاکم اللہ

نام:---

پتہ:---

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

محترم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے مولانا سعد کے متبعین کے بارے میں معلوم کرنا چاہا کہ ان سے کیسا برتاو کرنا چاہیے، یہ بات تو واضح ہے کہ مولانا سعد صاحب نے دعوت و تبلیغ کے اصول اور طریقے میں جس طرح کی تبدیلی، تحریف اور بدعت ملانے کا منہج اختیار کیا ہے وہ اہل السنہ والجماعت کی راہ سے مختلف ہے۔ نیز ان کے بیانات میں جس طرح کی خلاف شریعت باتیں، دین و شریعت کی مختلف اصطلاحات اور مختلف آیات و احادیث کی غلط تشریح موجود ہیں وہ بھی نہایت خطرناک اور اہل السنہ والجماعت کی صحیح راہ سے دور ہے۔

فکری شذوذ اختیار کرنا، افراط و تفریط کرنا، بے بنیاد اور گمراہ کن باتیں پھیلانا ان کے متبعین کی خاص علامت ہے۔ مولانا سعد صاحب کی کوری تقلید کرنا اور علماء سے بغض رکھنا ان کی اصل پہچان ہے۔ ان کی حرکتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے حق کا کوئی نیا معیار ایجاد کیا ہے، اور وہ یہ ہے مولانا سعد اور مرکز نظام الدین۔ مولانا سعد جو بھی کہے گا یا کرے گا اور نظام الدین کے منبر سے حق یا باطل جو بھی کہی جائے گی ہر حالت میں مرکز نظام الدین اور مولانا سعد ان کے نزدیک معیار حق ہے، اور ہر حال میں مرکز نظام الدین اور مولانا سعد ان کے امیر اور مقتدا ہے۔ اس لیے ہمارے نزدیک متبعین مولانا سعد گمراہی کی راہ پر ہیں۔ ہم ان کے لیے ہدایت کی دعا کرتے ہیں، اور ان کو راہ راست پر واپسی کی دعوت دیتے ہیں۔

قرآن کریم کی ہدایت یہ ہے کہ:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

اور نیکی اور تقوی (کے کاموں) میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو، اور گناہ اور سرکشی میں ایک دوسرے کی مدد مت کرو۔ (سورۃ المائدہ (۵): ۲)

قرآن الکریم کی اس ہدایت کے مطابق متبعین مولانا سعد کے ساتھ ان کے کام میں شرکت کرنا درست نہیں ہے اور ان کے کام میں تعاون کرنا بھی جائز نہیں، کیونکہ ان کا کام نام میں اگرچہ تبلیغ کا کام ہے لیکن درحقیقت یہ ایک مخلوط تبلیغ ہے، جس میں منکرات اور گمراہی کا علانیہ طور پر اشاعت ہوتی ہے، اور یہ سب کچھ سیرت وسنت کے نام پر ہوتی ہے۔ البتہ گمراہیوں کے باوجود بالآخر چوں کہ وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں اس لیے ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر جو حقوق ہیں ان کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ان کو نرمی سے سمجھانا چاہیے، اور ان کے ناروا برتاو کا جواب نیک اخلاقی سے دینا چاہیے۔

سلام دینا لینا، ان میں سے جو لوگ رشتے دار ہیں ان کے حقوق ادا کرنا، ان کو دعوت کرنا یا ان کی دعوت میں شرکت کرنا (اگر شرعی عذر نہ ہو) تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن ان سے ایسی لگاو اور اس قدر زیادہ اختلاط کرنا مناسب نہیں جس سے دوسروں کو غلط فہمی پیدا ہو کہ وہ

خود بھی ان میں سے ہے۔ بطور خاص اگر یہ اندیشہ ہو کہ اس سے وہ خود غلط دعوت سے متاثر ہو جائے گا، یا ان کے تعلقات کو دیکھ کر کوئی اور شخص ان لوگوں کی غلط دعوت سے متاثر ہو جائے گا تو اور بھی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ مساجد عبادت، دینی دعوت اور تعلیم کے لیے ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ یہ کام مطابق شریعت و سنت ہونے چاہیے۔ جس طرح مساجد کسی بدعتی عبادت کا مقام نہیں اسی طرح اس میں ایسی کسی دعوت و تعلیم کی بھی گنجائش نہیں جس میں بدعت ہے، اور جس میں باطل نظریہ اور باطل افکار کی آمیزش ہے۔ اسی لیے صرف "تبلیغ" اور "چھ نمبر" کا عنوان استعمال کرنے ہی سے متبعین مولانا سعد کے لیے مساجد میں اپنا تبلیغی عمل کرنا جائز نہیں ہو جائے گا، تا آں کہ وہ گمراہیوں سے توبہ کر کے واپس نہ آئے۔

یاد رکھیں، ان کو غلط کام سے منع کرنے کی ذمے داری مسجد کمیٹی کی ہے، عام مصلیوں کی نہیں، اور مسجد کمیٹی کو چاہیے کہ نرمی اور حکمت کے ساتھ یہ کام انجام دے، اور مصلیوں کو چاہیے کہ ہر صحیح اور نیکی کے کام میں مسجد کمیٹی کا تعاون اور ساتھ دیں۔

اور آپ جس مسجد میں بھی نماز پڑھیں گے مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب آپ کو حاصل ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ؛ لیکن بالقصد ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مناسب نہیں جو اہل السنہ والجماعہ کے صحیح راستے سے ہٹے ہوئے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی یاد رکھیں کہ کسی غلط کام میں کسی کا تعاون کرنا جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر حال میں اعتدال پر قائم رہنے کی توفیق سے نوازے، اور شریعت اور سنت پر مضبوطی سے جمے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

* أخرج الإمام البخاري في صحيحه برقم ١٠٠ : حدثنا إسماعيل بن أبي أويس، قال: حدثني مالك، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: سمعت رسول الله يقول: «إن الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء، حتى إذا لم يبق عالما اتخذ الناس رءوسا جهالا، فسئلوا فأفتوا بغير علم، فضلوا وأضلوا».

* وأخرج الإمام أبو داود في سننه برقم ٤٨٤٣ : حدثنا إسحاق بن إبراهيم الصواف، حدثنا عبد الله بن حمران، أخبرنا عوف بن أبي جميلة، عن زياد بن مخراق، عن أبي كنانة، عن أبي موسى الأشعري، قال: قال رسول الله : «إن من إجلال الله إكرام ذي الشيبة المسلم، وحامل القرآن غير الغالي فيه والجافي عنه، وإكرام ذي السلطان المقسط».

وفي «مرقاة المفاتيح» ٣١١٤/٨ : (وحامل القرآن) أي: وإكرام قارئه وحافظه ومفسره.

* وأخرج الإمام الترمذي في سننه برقم ٢٦٨٢ : حدثنا محمود بن خداش البغدادي قال: حدثنا محمد بن يزيد الواسطي قال: حدثنا عاصم بن رجاء بن حيوة، عن قيس بن كثير، قال: قدم رجل من المدينة على أبي الدرداء، وهو بدمشق فقال: ما أقدمك يا أخي؟ فقال: حديث بلغني أنك تحدثه عن رسول الله قال: أما جئت لحاجة؟ قال: لا، قال: أما قدمت لتجارة؟ قال: لا، قال: ما جئت إلا في طلب هذا الحديث؟ قال: فإني سمعت رسول الله يقول: «من سلك طريقا يبتغي فيه علما سلك الله به طريقا إلى الجنة، وإن الملائكة لتضع أجنحتها رضاء لطالب العلم، وإن العالم ليستغفر له من في

السموات ومن في الأرض حتى الحيتان في الماء، وفضل العالم على العابد كفضل القمر على سائر الكواكب، إن العلماء ورثة الأنبياء، إن الأنبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما إنما ورثوا العلم، فمن أخذ به أخذ بحظ وافر».

* وأخرج الحاكم في «المستدرك على الصحيحين» برقم ٤٢١ : حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، أنبأ محمد بن عبد الله بن عبد الحكم، أنبأ ابن وهب، أخبرني مالك بن خير الزبادي، عن أبي قبيل، عن عبادة بن الصامت، أن رسول الله قال: «ليس منا من لم يجل كبيرنا، ويرحم صغيرنا، ويعرف لعالمنا».

قال الهيثمي في «مجمع الزوائد» ٨/ ١٤ : رواه أحمد والطبراني، وإسناده حسن.

* وأخرج البيهقي في «المدخل إلى كتاب السنن» برقم ١٤٩٤ : وقد أخبرنا أبو محمد الحسن بن أحمد بن إبراهيم بن فراس بمكة، أخبرنا أحمد بن إبراهيم بن الضحاك، حدثنا علي بن عبد العزيز، حدثنا حجاج، حدثنا حماد، عن حميد، عن الحسن: أن أبا الدرداء قال: كن عالمًا أو متعلمًا أو محبًا أو متبعًا، ولا تكن مِنَ الخامس فتهلِك.

* وقال الإمام ابن عبد البر في «جامع بيان العلم وفضله» ١/١٤٨ : الخامسة التي فيها الهلاك معاداة العلماء وبغضهم، ومن لم يحبهم فقد أبغضهم أو قارب ذلك وفيه الهلاك، والله أعلم.

* وفي «المجموع شرح المهذب» للنووي (المقدمة) ١/ ٢٤ : وثبت في صحيح البخاري عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله أن الله عز وجل قال من آذى لي وليا فقد آذنته بالحرب، وروى الخطيب البغدادي عن الشافعي وأبي حنيفة رضي الله عنهما قالا: إن لم تكن الفقهاء أولياء الله فليس لله ولي، وفي كلام الشافعي: الفقهاء العاملون.

* وفي موطأ إمام مالك برقم ٦٠٢ : مالك؛ أنه بلغه، أن عمر بن الخطاب بنى رحبة في ناحية المسجد تسمى البطيحاء، وقال: من كان يريد أن يلغط أو ينشد شعرا أو يرفع صوته فليخرج إلى هذه الرحبة.

* قال النووي في المنهاج شرح صحيح مسلم ٥/٥٥ : وقوله صلى الله عليه وسلم «إنما بنيت المساجد لما بنيت له» معناه لذكر الله تعالى والصلاة والعلم والمذاكرة في الخير ونحوها.

* وقال في كتاب «الأذكار» ص٣٢ : وينبغي للجالس فيه أن يأمر بما يراه من المعروف وينهى عمّا يراه من المنكر، وهذا وإن كان الإِنسان مأموراً به في غير المسجد، إلا أنه يتأكد القولُ به في المسجد صيانةً له وإعظاماً وإجلالاً واحتراماً.

* وفي «المدخل» لابن الحاج ٢/ ٢٠٤ : فصل في ذكر بعض البدع التي أحدثت في المسجد والأمر بتغييرها قال الرسول : «كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته»، ولا شك أن المسجد وما يفعل فيه من رعية الإمام والمؤذن والقيم إلى غير ذلك ممن له التصرف. ... فإذا تقرر أن المسجد من رعية الإمام

فيحتاج أن يتفقده، فما كان فيه على منهاج السلف الماضين أبقاه وما كان من غير ذلك أزاله برفق وتلطف إن قدر على ذلك كما تقدم من فعله ﷺ في النخامة.

❁ وفي «الأشباه والنظائر» لابن نجيم ص ٣٢١ : ويكره دخوله لمن أكل ذا ريح كريهة ويمنع منه وكذا كل مؤذ فيه ولو بلسانه.

❁ وفي إمداد الفتاوى ٢/ ٧٠٠: (الجواب) في الدر المختار: أحكام المسجد: ويمنع (أكل ثوم) منه (من المسجد) وكذا كل موذ ولو بلسانه۔ اھ)۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ جو شخص مسجد میں آکر ایذاء دیتا ہو یا فساد کرتا ہو اُس کو مسجد میں آنے کی ممانعت کر سکتے ہیں خواہ کسی فرقہ کا ہو۔ مگر ممانعت ایسا شخص کر سکتا ہے جس کی ممانعت سے فساد میں زیادتی نہ ہو جاوے، ورنہ فر من المطر و وقف تحت المیزاب کا مصداق ہو جائے گا، اور ظاہر ہے کہ یہ مصلحت اُس وقت حاصل ہو سکتی ہے جب منع کرنے والا صاحب قدرت ہو۔

هذا، وصلى الله تعالى وبارك وسلَّم على سيدنا ومولانا محمد خاتم النبيين، لانبي بعده، وعلى آله وصحبه وكل من اهتدى بهداه، وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

عرضگزار

بندہ محمد عبد المالک

مرکز الدعوۃ الاسلامیہ ڈھاکہ

۱۴- ۰۱- ۱۴۴۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضمیمہ (۲) متعلقہ فتوی نمبر ۳/ ۱۶۷۲/ ۴۵ھ

دار الافتاء مرکز الدعوۃ الاسلامیہ ڈھاکہ بنگلہ دیش

درخدمت اقدس حضرت مولانا مفتی ابو القاسم نعمانی دامت برکاتہم

مہتمم دار العلوم دیوبند یوپی ہند

ازوفد علماء کرام ڈھاکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون عرض یہ ہے کہ یہ خط حضرت والا اور حضرت کے واسطے سے دیگر اکابر دار العلوم کی خدمت میں ادائے شکر کے لئے لکھا جارہا ہے، ہم حضرات دار العلوم کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب مولانا سعد صاحب حفظہ اللہ تعالی من کل شر وصانہ من کل سوء کی منکر باتوں اور ان کے منکر طرز عمل پر واضح نکیر فرمائی ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ دار العلوم نے اپنی روایات کو زندہ رکھتے ہوئے اس بارے میں انصاف واعتدال کے ساتھ اپنا موقف قائم کیا اور بڑے منصفانہ اسلوب اور سنجیدہ عبارت میں اسے پیش کر دیا۔

ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالی جناب مولانا سعد صاحب زید مجدہم کو دار العلوم کی اس خیر خواہی کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ان سے صادر شدہ منکر باتوں سے رجوع کرنے اور آئندہ تقریر وتحریر میں انہیں احتیاط کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

دار العلوم کے اس اظہار موقف کا ایک نقد فائدہ یہ ہوا کہ فتوی میں مولانا سعد صاحب کی جن باتوں کی اجمالا یا تفصیلا نشاندہی کی گئی ہے ان کا منکر ہونا ان لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا، جو محض مولانا سعد صاحب کی وجہ سے ان باتوں کے بارے میں متردد تھے۔

یہ بات واضح ہے کہ یہ فتوی کام کی حفاظت اور اس کی نصرت کے لئے ہے، اس لئے جو لوگ پہلے سے بلا وجہ یا کسی ذاتی وجہ سے اس کام کے یا اس کے رجال کے خلاف ہیں ان میں سے کوئی اگر اس فتوی کا غلط استعمال کرے تو اہل حق علماء اس کے ذمے دار نہیں ہیں، مطلب باز لوگوں کی عادت ہی ہوتی ہے کہ وہ ہر صالح چیز سے غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسی طرح جو لوگ نیٹ میں اس فتوی کے بارے میں مختلف انداز سے بدگمانیاں پھیلانے کی سعی لاحاصل میں لگے ہوئے ہیں وہ اپنی عدم ذمہ داری کا ثبوت دے رہے ہیں، وہ در اصل دار العلوم اور دار العلوم کے ذمہ داروں کے مقام سے بے خبر ہیں یا تغافل برتتے ہوئے ہیں، ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ "تعصب" مذموم چیز ہے اور اس کی ادنی خرابی یہ ہے کہ آدمی حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کے ایمانی تقاضا سے محروم رہ جاتا ہے۔

اخیر میں ہم یہ بھی ذکر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ فتوی کے شروع میں جو تحریر کی گئی: "ہم جماعت کے داخلی انتشار و اختلاف اور نظم وانتظام سے قطع نظر یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔۔۔" اس عبارت سے بعض لوگ تجاہل عارفانہ کے طور پر یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ دار العلوم کو جماعت کے حالیہ داخلی انتشار واختلاف اور اس کے نظم وانتظام کے بارے میں کوئی کلام نہیں، کوئی شک نہیں کہ یہ محض غلط استنباط ہے جو سیاق عبارت کے بالکل خلاف ہے، اس عبارت کا حاصل صرف اتنا ہے کہ دار العلوم اس فتوی میں اس بارے میں اظہار خیال کرنا نہیں چاہتا، ساتھ ساتھ اس میں یہ لطیف اشارہ بھی ہے کہ حضرات دار العلوم وہاں کے انتشار واختلاف اور حالیہ نظم وانتظام سے نالاں ہیں، یہ کون نہیں جانتا کہ فیصلوں کے شوری کے دیگر افراد انتقال کر جانے سے زندہ فرد یوں ہی امیر نہیں بن جاتا ہے، اور یہ کہ ثبوت امارت میں متعلقہ اہل الحل والعقد کی طرف سے تامیر پایا جانا ضروری ہے اس میں عوام کی رائے اور ان کی بیعت کا کوئی اعتبار نہیں، اور یہ بھی مفروغ عنہ بات ہے کہ فیصلوں کے شوری کی تکمیل کرنے سے پہلو تہی کرنا تو جرم ہے اس سے کسی کی امارت کیسے ثابت ہو سکتی ہے؟ شریعت میں فیصل والا شوری کا نظام اصل ہے یا امیر والا شوری کا نظام یہ ایک مستقل بحث ہے، امیر والا شوری اصل ہونے کا یہ معنی نہیں کہ کوئی آدمی بغیر شرعی تامیر کے خود

بخود امیر بن جاتا ہے، اصل نظام پر عمل کے لئے تأمیر پایا جانا ضروری ہے محض کسی ایک فیصل یا ذمہ دار کا قولا یا حالا امارت کا دعوی کر لینا اس کے لئے کافی نہیں ہے۔

اخیر میں ہم پھر اکابر دار العلوم کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری ادا کی ہے اور مولانا سعد صاحب کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی انہیں آزادی اور ابتداع کے بجائے اتباع واقتداء کے طریقے کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین،

فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرضگذاراں

احمد شفیع

شیخ الاسلام حضرت مولانا احمد شفیع صاحب

(صدر وفاق المدارس العربیہ بنگلہ دیش و مہتمم دار العلوم معین الاسلام ہاٹہزاری چاٹگام (ام المدارس القومیہ بنگلہ دیش))

محمد اشرف علی کان اللہ لہ

حضرت مولانا اشرف علی صاحب

شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم کملا

مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ شرعیہ مالی باغ

(نائب صدر وفاق المدارس العربیہ بنگلہ دیش)

نور حسین قاسمی

(حضرت مولانا نور حسین قاسمی صاحب

صدر جامعہ مدنیہ باری دھارا)

محمد عبد القدوس

(حضرت مولانا عبد القدوس صاحب

مہتمم جامعہ امداد العلوم فرید اباد)

(حضرت مولانا نور الاسلام صاحب

مہتمم مخزن العلوم مدرسہ خیل گاؤں)

(حضرت مولانا عبید الرحمن خان ندوی صاحب

معاون رئیس التحریر روزنامہ انقلاب

واز اساتذۂ شعبۂ افتاء جامعہ مدنیہ)

عبد المالک

(حضرت مولانا محمد عبد المالک صاحب

امین التعلیم مرکز الدعوۃ الاسلامیہ)

۲۰۱۶/۱۲/۳۰

(مولانا عبید اللہ فاروق صاحب

شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ باری دھارا مدرسہ، ڈھاکہ)